

عدالتِ عظمیٰ پاکستان  
(اختیارِ سماعت اپیل)

موجود:

جناب جسٹس شیخ عظمت سعید، جج  
جناب جسٹس مشیر عالم، جج  
جناب جسٹس دوست محمد خان، جج

آئینی عرضداشت فوجداری نمبر ۲۰۱۶/ پی۔ ۹ برائے حصولِ اجازت اپیل  
زیرِ شق نمبر ۱۸۵ ذیلی شق نمبر (۳) آئین پاکستان مجریہ سال ۱۹۷۳ء  
(خلاف حکم نمبری ۲۰۱۵/ پی۔ ۲۳۱۲ عدالتِ عالیہ پشاور، پشاور مورخہ ۲۰۱۵-۱۲-۲۸)

(سائل)

عزیر خان

بنام

(مسئولِ علیہم)

- ۱۔ سرکار
- ۲۔ ارشد الدین ولد نظام الدین بذریعہ بیوہ اش

منجانب سائلان: جناب محمد امین خٹک لاچی، وکیل، عدالتِ عظمیٰ  
جناب تسلیم حسین، وکیل، عدالتِ عظمیٰ (غیر حاضر)

منجانب مسئولِ علیہم: جناب محمد اسلم گھمن، وکیل، عدالتِ عظمیٰ (برائے اے۔ جی، کے۔ پی۔ کے)  
جناب فیض اللہ، سب انسپکٹر/تفتیشی افسر  
جناب محمد غلام اصغر کھوکھر، وکیل، عدالتِ عظمیٰ  
جناب احمد نواز چوہدری، وکیل، عدالتِ عظمیٰ

تاریخِ سماعت: ۰۸ جون ۲۰۱۶ء

## حکم/فیصلہ

جسٹس دوست محمد خان:

### مختصر خلاصہ مقدمہ:

موجودہ وقوعہ کا مجروح ارشد الدین نے مبینہ طور پر مورخہ ۰۸ جولائی ۲۰۱۵ء بوقت ایک بج کر دس منٹ پر آدھی رات کے بعد سب انسپکٹر پولیس تھانہ جنگل خیل کو ہاٹ کوتر قیاتی باختیار ادارے کے ہسپتال میں مبینہ طور پر یوں رپورٹ کی کہ چند یوم قبل مسمیٰ عزیز و نصیر ساکن محلہ گھڑی مبارک شاہ نے ان کے گھر پر ہوائی فائرنگ کی تھی جس کا گلا شکوہ دینے کی خاطر وہ مسمیٰ عزیز کے گھر گیا تاہم مسمیٰ عزیز بمعدہ دو کسان نامعلوم نے ان پر بذریعہ پستول جبکہ سائل عزیز نے بذریعہ خود کار بارہ بور شارٹ گن سے بارادہ قتل فائرنگ شروع کی، جن کی فائرنگ سے وہ پیٹ پر لگ کر زخمی ہوا۔ اسی مراسلے کی بنیاد پر ابتدائی اطلاعی رپورٹ نمبری ۳۳۱ تھانہ جنگل خیل ضلع کوہاٹ میں مندرجہ بالا تاریخ کو درج کی گئی وجہ عداوت اوپر بیان شدہ ہے۔ مجروح مدعی مقدمہ چند گھنٹوں کے بعد زخموں کی تاب نہ لا کر فوت ہو گیا اور ابتدائی اطلاعی رپورٹ میں دفعہ ۳۰۲ تعزیرات پاکستان کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۲۔ فاضل وکیل سائل نے دلائل دیتے ہوئے یہ دلیل اور حجت پر زور طریقے سے بیان کی کہ چونکہ وقوعہ آدھی رات کے بعد رونما ہوا اور نقشہ موقعہ واردات میں دیئے گئے فاصلہ مابین مقتول اور سائل قریباً ۲۰ فٹ کا دکھایا گیا ہے جبکہ بجلی کی روشنی کا کوئی انتظام نقشہ وغیرہ میں ظاہر نہیں کیا گیا لہذا سائل کو صحیح طور پر شناخت کرنے کا مدعا جو کہ مضروب نے مبینہ رپورٹ خود میں ذکر کیا ہے، شک و شبہ سے بالاتر نہیں۔ فاضل وکیل سائل نے عدالت کی توجہ اس طرف مبذول کرائی کہ بارہ بور بندوق سے چلائی گئی کارتوس میں چھرے ہوتے ہیں اور وہ چند فٹ کا فاصلہ طے کرنے کے ساتھ پھلتے جاتے ہیں اور چونکہ ۲۰ فٹ کے فاصلے پر مقتول کو فائر پیچھے سے لگا جو کہ ظاہراً ایک ہی گولی کا زخم داخلہ لگتا ہے اور خارجہ زخم بھی اسی نوعیت کا سامنے کی طرف چھاتی کے نچلے حصے پر رپورٹ مرگ میں ڈاکٹر نے دکھایا ہے جبکہ تینوں ملزمان کو تو اتر کے ساتھ اسی طرح ملوث کیا گیا ہے کہ تینوں ملزمان کی فائرنگ سے وہ زخمی ہوا لہذا ایسی صورت حال میں شک کا فائدہ سائل کو عطا فرمایا جا کر ضمانت پر رہائی بخشی جائے۔

۳۔ فاضل وکیل مستغیث و فاضل وکیل سرکار کو جب مندرجہ بالا حقیقت کے ساتھ روبرو کر کے نمٹنے کا کہا گیا تو دونوں فاضل وکلاء صاحبان نے کوئی معقول وجہ جواباً بیان نہ کی اور صرف اس امر پر اکتفا کیا کہ چونکہ مقتول خود رپورٹ کنندہ ہے اور اس رپورٹ کو بیان نزاع کا درجہ میسر ہے لہذا ضمانت کی درخواست پر عدالت عظمیٰ کی رائے زنی باریکیوں پر مبنی سیر حاصل اظہار رائے کرنا مقدمہ استغاثہ کو شدید نقصان پہنچانے کا باعث بنے گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ چونکہ چالان مقدمہ تیار کیا جا کر داخل عدالت کیا جانے والا ہے اور اس بناء پر بھی باریکی مبنی سے جائزہ

لیکر اس نازک وقت میں ضمانت دینا مسلمہ اصولوں کے خلاف ہوگا۔

۴۔ ہم نے مثل مقدمہ کا جائزہ لیا اور فاضل وکلایں فریقین کے دلائل سنے۔

۵۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ عدالت عظمیٰ ان حالات میں شہادت و مواد بر مثل کا انتہائی باریک بینی سے جائزہ لینا اکثر مناسب نہیں سمجھتی تاکہ عدالت مجاز جو کہ مقدمے کی سماعت کرنے والی ہو پر اثر انداز نہ ہو سکے تاہم اسی اصول کو بنیاد بنا کر نہ تو حرف آخر اور نہ ہی استثنائی اصول کا درجہ دیا جاسکتا کیونکہ دوسری طرف ملزم کو قید و بند کی صعوبتوں سے مخصوص حالات میں آزادی دلانا ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۷ کا مرکزی نقطہ ہے۔ یہ اصول بھی مسلمہ ہے کہ اگر کسی مقدمے میں کوئی معقول شک و شبہ کی گنجائش ہو تو اس کا فائدہ لازماً ملزم کو جانا چاہیے۔ اس سلسلے میں بمقدمہ منظور بنام سرکار (پی۔ ایل۔ ڈی۔ ۱۹۷۲ء سپریم کورٹ صفحہ ۸۱) پر طے شدہ اصول کا اطلاق ہوتا ہے۔ اسی طرح بمقدمہ عامر بنام سرکار (پی۔ ایل۔ ڈی۔ ۱۹۷۲ء سپریم کورٹ بر صفحہ ۲۷۷) میں بھی اسی اصول کو اپنایا گیا ہے۔

۶۔ یہاں پر عدالت اس اصول کو ناقابل تردید، ناقابل شکست اور پختہ تصور کرنا مناسب نہیں سمجھتی کہ بیان نزاع کی صورت میں چاہے مقدمہ میں بہت سے شکوک و شبہات ہوں ملزم کو ضمانت پر رہائی کا فائدہ نہیں دیا جاسکتا کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو مقدمہ دفعہ ۴۹۷ ضابطہ فوجداری میں اس امر کی طرف کھل کر اشارہ کرتی۔ لہذا اس قسم کی مانع شق کی عدم موجودگی کی صورت میں اس بات کو قطعی اور حتمی تصور کرنا انصاف کے اصولوں کے خلاف ہوگا اور اس نوع کی عدالتی رائے مذکورہ دفعہ میں اضافہ کرنے کے مترادف ہوگا۔

اگرچہ یہ اصول طے شدہ ہے کہ بیان نزاع کی صورت میں عدالتیں مثل مقدمہ پر موجود مواد کا باریک بینی سے جائزہ نہ لیں جیسا کہ مختلف نظائر عدالت ہذا جو کہ شائع شدہ قانونی رسالوں میں موجود ہیں۔ تاہم سرسری جائزہ لے کر اگر بیان نزاع اور دیگر متعلقہ مواد میں ایسی شک کی گنجائش ہو جو عدالتی ضمیر کو اس بات پر راغب کر سکے کہ ملزم کو شک کے فائدہ کا حقدار ٹھہرا کر ضمانت پر رہائی دلائی جائے۔ تو اس اصول کا اطلاق کرنا کسی طور پر نا مناسب نہ ہوگا چونکہ عدالت عالیہ پشاور نے مندرجہ بالا شواہد اور مواد بر مثل کو یکسر نظر انداز کر کے درخواست ضمانت سائل خارج کی ہے جو کہ قرین انصاف نہیں ہے، لہذا فیصلہ زیر نظر کو بحال نہیں رکھا جاسکتا۔ یہاں پر عدالت عظمیٰ پاکستان کے وضع کردہ اصول جو بمقدمہ خالد جاوید گیلان میں طے گئے ہیں، عدالتوں کی رہنمائی کیلئے معاون، مددگار اور اُن پر عمل کرنا لازمی ہے۔ ملاحظہ ہو (پی۔ ایل۔ ڈی۔ ۱۹۷۸ء عدالت عظمیٰ صفحہ ۲۵۶)

۷۔ اسی طرح بمقدمہ خان میر بنام عمل شیرین وغیرہ، پی۔ ایل۔ ڈی۔ ۱۹۸۹ء عدالت عظمیٰ ماہانہ رسالہ بر صفحہ ۱۹۸۷ میں اسی نوعیت کے کیس میں عدالت سیشن جج نے رپورٹ مرگ اور چشم دید شہادت میں مکمل ٹکراؤ اور آپس

میں متضاد ہونے کی بنیاد پر ملزمان کو ضمانت پر رہائی دلا دی اور آخر کار عدالت عظمیٰ نے رائے سیشن جج سے اتفاق کرتے ہوئے اس قسم کی رائے کو موافق اور احسن قرار دیا۔

۸۔ فاضل وکیل سائل نے عدالت کی توجہ کچھ ایسے مواد بر مثل کی طرف دلائی جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تاہم غیر معمولی احتیاط برتتے ہوئے ان مواد پر رائے زنی کرنا مواد بر مثل کا باریک بینی سے جائزہ لینے کے مترادف ہوگا۔ لہذا ان کو زیر غور لانے اور کسی قسم کی رائے زنی کرنا عدالت مناسب نہیں سمجھتی۔

بوجوہات بالا سائل کو معقول شک کا فائدہ دیکر مقدمہ بالا میں ضمانت پر رہائی دی جاتی ہے۔ تاہم علاقہ مجسٹریٹ یا مجاز عدالت جہاں پر مقدمہ زیر سماعت ہو میں ایک لاکھ ایک نفری ضمانت نامہ بمع ذاتی مچلکہ اسی رقم کے برابر داخل کرے تو سائل کو ضمانت پر فوری رہائی دلائی جائے۔

۹۔ یہاں پر عدالت ہذا مقدمے کی سماعت کرنے والی مجاز عدالت کو یہ ہدایت دینا مناسب سمجھتی ہے کہ مندرجہ بالا سرسری جائزہ اور رائے زنی عدالت ہذا کو کسی صورت میں قطعی اور حرف آخر نہ سمجھے بلکہ مقدمے کا فیصلہ عین قانون کے مطابق شہادت جو دوران مقدمہ قلم بند ہو کی بنیاد پر کیا جائے اور عدالت ہذا کے مندرجہ بالا سرسری جائزہ بابت مواد بر مثل سے کسی قسم کا غلط تاثر نہ لے۔ لہذا سائل کی عرضداشت بالا اپیل میں تبدیل کی جا کر منظور کی جاتی ہے اور سائل کو ضمانت پر رہائی دی جاتی ہے۔

۱۰۔ حکم عدالت میں پڑھ کر سنایا گیا۔

جج

جج

جج

(اشاعت کے لئے منظور)

اسلام آباد، ۰۸ جون، ۲۰۱۶ء

{ایم وسیم}